13628 ـ نماز كے ممنوعہ اوقات وضوء كو شامل نہيں

سوال

بہت سى احاديث كى رو سے نماز كے ليے تيارى بھى نماز كے مرتبہ ميں آتا ہے، كيا اس كا معنى يہ ہے كہ طلوع يا غروب آفتاب (صبح بارہ بجے اور شام بارہ بجے) كے دوران وضوء كرنا جائز نہيں ؟ يا كہ جائز ہے ؟
اور جب انسان فرضى نماز لمبى كر كے ادا كر رہا ہو كہ طلوع يا غروب آفتاب كا وقت ہو جائے تو كيا وہ نماز توڑ دے يا كہ اسے مكمل كرے ؟
اگر نماز تراويح لمبى ہو جائيں اور رات بارہ بجے سے پہلے ختم نہ ہوں تو كيا ہميں رات بارہ بجے كے بعد دوبارہ وضوء كرنا ہوگا، يا كہ اثر انداز نہيں ہو گا كہ ايك ہى نماز ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

صحيح مسلم ميں عقبہ بن عامر جھنى رضى اللہ تعالى عنہ سے مروى ہے وہ بيان كرتے ہيں كہ:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم ہميں تين اوقات ميں نماز ادا كرنے اور ميت كو قبر ميں دفنانے سے منع فرماتے تھے: جب سورج طلوع ہو رہا ہو حتى كہ اونچا ہو جائے، اور جب زوال كا وقت ہو حتى كہ سورج مائل ہو جائے، اور جب سورج غروب ہونے كے ليے جھك جائے "

صحيح مسلم صلاۃ المسافرين و قصرھا حديث نمبر (1373).

چنانچہ اس حديث ميں نماز ادا كرنے اور ميت كو دفنانے كى ممانعت ہے اور وضوء كے ليے مطلقا نماز كا حكم شمار نہيں ہو گا، كيونكہ نماز اسے كہتے ہيں جو معلوم اقوال، اور معلوم افعال جس كى ابتدا تكبير تحريمہ سے، اور انتہاء سلام سے ہو.

اور حديث ميں ممانعت بھى اسى چيز كى ہے، نہ كہ وضوء كى، اور ممانعت ميں وضوء كو نماز پر قياس كرنا يہ قياس مع الفارق ہے، ايسا قياس صحيح نہيں، چنانچہ اگر كوئى شخص دوران وضوء كلام كر لے تو اس كا وضوء باطل نہيں ہوگا، ليكن كلام نماز كو باطل كر ديتى ہے، اس كے علاوہ بھى وضوء اور نماز ميں كئى ايك فرق موجود ہيں.

مقصد یہ ہے کہ ان اوقات میں وضوء کی ممانعت کے لیے نماز پر قیاس کرنا صحیح نہیں، بلکہ انسان کے لیے تو طہارت کی حالت میں رہنا مستحب ہے.

دوم:

اگر فرضی نماز ادا کر رہا ہو اور طلوع یا غروب شمس کا وقت قریب ہو تو وہ نماز نہ توڑے؛ کیونکہ وقت میں نماز کی ایک رکعت بھی پا لینا بروقت نماز ادا کرنا ہے، مثلا اگر وہ نماز فجر ادا کر رہا ہو اور رکعت لمبی ادا کرے اور پھر دوسری رکعت شروع کی تو وہ بھی لمبی کر دی اور سورج طلوع ہو جائے تو اس وقت کہا جائيگا کہ اس کے فعل میں کوئی حرج نہیں، اس نے نماز وقت میں ادا کی ہے.

اور اگر اس کی ایک رکعت بھی مکمل نہیں ہوئی اور سورج طلوع ہو گیا تو اس نے نماز وقت میں ادا نہیں کي وہ نماز لمبی کرنے میں گنہگار ہے، اسی طرح عصر اور دوسری نمازوں میں بھی یہی کہا جائيگا.

سوم:

اگر انسان باوضوء ہے، اور اس کا وضوء نہیں ٹوٹا تو اس کے لیے دوبارہ وضوء کرنا ضروری نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی وضوء سے کئی ایک نمازیں ادا کرنا ثابت ہیں، جیسا کہ فتح مکہ کے روز ایک ہی وضوء سے پانچوں نمازیں ادا کی تھیں.

سلیمان بن بریدۃ اپنے باپ بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز ایک ہی وضوء کے ساتھ نمازیں ادا کیں، اور اپنے موزوں پر مسح کیا، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ نے آج وہ کام کیا جو آپ پہلے نہیں کیا کرتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر میں یہ کام عمدا کیا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (277).

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس حدیث میں کئی چیزیں بیان ہوئی ہیں: موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور ایک ہی وضوء کے ساتھ جب تک وضوء نہ ٹوٹے فرضی اور نفلی نمازیں ادا کرنا جائز ہیں، اور معتبر اجماع کے مطابق جائز ہے.

ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن بن بطال رحمہما اللہ نے صحیح بخاری کی شرح میں علماء کرام کے ایک گروہ سے یہ قول نقل کیا ہے:

اگرچہ باوضوء بھی ہو تو پھر بھی ہر ایك نماز كے لیے وضوء كرنا ضروری ہے، اس كی دلیل یہ دیتے ہیں:

اللہ تعالی كا فرمان ہے:

اے ایمان والو جب تم نماز كے لیے كھڑے ہوؤ تو اپنے چہرے اور كہنیوں تك ہاتھ دھو لیا كرو، اور اپنے سروں كا مسح كرو، اور دونوں پاؤں ٹخنوں تك دھویا كرو، اور اگر تم جنابت كی حالت میں ہو تو پھر طہارت كرو اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا تم میں سے كوئی ایك پاخانہ كرے یا پھر بیوی سے جماع كرے اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاكیزہ مٹی سے تیمم كرو اور اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح كرلو، اللہ تعالی تم پر كوئی تنگی نہیں كرنا چاہتا، لیكن تمہیں پاك كرنا چاہتا ہے، اور تم پر اپنی نعمتیں مكمل كرنی چاہتا ہے، تا كہ تم شكر كرو المآئدۃ (6).

میرے خیال میں یہ مذہب ایك سے بھی صحیح ثابت نہیں، ہو سكتا ہے اس سے ہر نماز كے وقت تجدید وضوء مراد لیتے ہوں.

جمہور اہل علم كی دلیل صحیح احادیث ہیں، جن میں یہ حدیث بھی شامل ہے.

اور صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے كہ:

" رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز كے وقت وضوء كرتے، اور ہم میں سے اس كا وضوء اس وقت تك كافی ہوتا جب تك ٹوٹتا نہ "

اور صحیح بخاری میں ہی سوید بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ كی حدیث بھی ہے كہ:

" نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر ادا كی اور ستو كھائے پھر بغیر وضوء كیے ہی نماز مغرب ادا كی "

اس معنی كی احادیث بہت ہیں، مثلا میدان عرفات اور مزدلفہ میں دو نمازیں جمع كرنا، اور باقی سارے سفروں میں نمازیں جمع كر كےادا كرنا، اور جنگ خندق كے موقع پر فوت شدہ نمازیں جمع كرنا، اس كے علاوہ كئی ایك مواقع پر.

مندرجہ بالا آیت سے مراد ۔ واللہ اعلم ۔ یہ ہے كہ جب تم بے وضوء ہو جاؤ اور نماز ادا كرنے كے لیے كھڑے ہو تو وضوء كرو، ، اور یہ بھی كہا گیا ہے كہ یہ نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كے فعل كے ساتھ منسوخ ہے، لیكن یہ قول ضعیف ہے, واللہ اعلم.

اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ كا نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كو یہ كہنا:

" آپ نے آج ایسا كام كیا ہے جو آپ نہیں كرتے تھے ؟ "

اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل پر عمل کرتے ہوئے ہر نماز کے لیے تازہ وضوء کرنے پر ہمیشگی کیا کرتے تھے اور فتح مکہ کے روز ایك ہی وضوء سے نمازیں جواز بیان کرنے کے لیے ادا فرمائیں، جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر میں نے ایسا عمدا اور جان بوجھ کر کیا ہے "

دیکھیں: شرح مسلم (3 / 177 ـ 178).

واللہ اعلم .